قسط نمبر 2

کتابت حدیث عہد نبوی ﷺ میں

تحریر:- سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ علیہ

عہد نبوی ﷺ کی اہم دستاویز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں طوائف الملوکی اور قبائلیت تھی۔ عرب اوس اور خزرج کے بارہ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اور یہودی بنو النضیر' بنو قریضہ وغیرہ دس قبیلوں میں منقسم تھے۔ جن میں نسلا بعد نسل باہم لڑائی جھگڑا چلا آرہا تھا۔ ہر قبیلے کا الگ راج تھا۔ ہر قبیلہ اپنے سقیفہ یا سائبان میں اپنے امور طے کرتا تھا۔ کوئی مرکزی شہری نظام نہ تھا۔ آپ نے ہجرت کے چند مہینے بعد ہی وہاں ایک حکومت اور شہری مملکت کی بنیاد رکھی۔ وہاں کے باشندوں یعنی مہاجرین 'انصار' یہود اور غیر مسلم عربوں سے مشورہ کرنے کے بعد ایک دستور مملکت نافذ فرمایا' جس میں حاکم و محکوم دونوں کے حقوق و واجبات کی تفصیل ہے۔ یہ ایک اہم دستاویز ہے۔ جسے ابن اسحاقؒ نے اپنی سیرت میں اور ابو عبید قاسم بن سلامؒ نے کتاب الاموال میں اور بعد کے مصنفین میں سے حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں اور ابن سید الناسؒ نے سیرت میں مکمل نقل کیا ہے۔ اس دستاویز میں ترپن جملے ہیں یا قانون کی بولی میں یوں کہئے کہ ترپن دفعات ہیں۔ اس زمانے کی قانونی عبادت اور دستاویز نویسی کا یہ بہترین مرقع ہے۔

اس دستور کے پہلے فقرے میں ایک اسلامی سیاسی وحدت کے قیام کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس میں مہاجرین مکہ' انصار مدینہ اور وہ لوگ جو ان کے تابع رہ کر ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لینے پر آمادہ ہوں' شامل ہوں اور یہ سیاسی وحدت' محمد النبی رسول اللہ' کی اطاعت کرے گی۔ ترپن دفعات کے اس دستور میں پانچ مرتبہ "اہل ہذہ الصحیفہ کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک لکھی ہوئی تحریر تھی ورنہ صحیفہ کا اطلاق اس پر نہیں ہو سکتا تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ایسی ملتی ہیں جو آپ نے حکماً لکھوائیں۔ اس مختصر مقالے میں ان سب کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

وہ احادیث جو آپ کی اجازت سے لکھی گئیں

حدیث اور تاریخ کی مستند کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کئی صحابہ کو احادیث قلمبند کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کاتب حدیث اپنے ایک بیان کی ابتداء یوں فرماتے ہیں:

بینما نحن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکتب۔ (دارمی صفحہ ۶۸)

"جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھے لکھ رہے تھے۔"

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتابتِ حدیث کا انداز یہ ہوتا تھا کہ آپ درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہؓ کی جماعت آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھی ہے اور جو کچھ آپ ارشاد فرماتے ہیں صحابہ لکھتے جاتے ہیں۔ یہ تو بالکل املا کی شکل ہوئی ساتھ ہی حضرت انس کی اس روایت کو بھی پیش نظر رکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات کو دو دو تین تین بار دہراتے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں سہولت ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کو صحت تعین کے ساتھ احادیث قلمبند کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ

آیئے سب سے پہلے ہم ان احادیث ہی کا جائزہ لیں جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر ضبط تحریر میں لاتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ مہاجرین میں سے ہیں۔ تذکرہ نگاروں نے انہیں ''العالم الربانی'' کا لقب دیا ہے۔ آپ نے انہیں ان کے والد پر فضیلت دی ہے۔ تحصیل علم کا انہیں بے حد شوق تھا۔ تورات اور انجیل کے بھی عالم تھے۔ پھر ان کا زہد و تقویٰ اور ان کی عبادت وریاضت عہد رسالت ہی میں مسلم تھی۔ (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ جلد ا صفحہ ۳۵)

اب ان کی کتابت حدیث کا حال خود ان کی زبانی سنئے:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہم آپ سے بہت سی حدیثیں سنتے ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں۔ کیا ہم وہ لکھ نہ لیا کریں۔ آپ نے فرمایا:

''بلی فاکتبوها'' کیوں نہیں تم انہیں لکھ لیا کرو۔ (رواہ ابو داؤد' جلد ۳ صفحہ ۳۵۶)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اجازت حاصل کر لینے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے حدیث کی کتابت شروع کی اور انتہائی شغف اور انہماک کے ساتھ احادیث قلمبند کرنے لگے۔

وہ فرماتے ہیں جو کچھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا۔ بعض حضرات نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو کتابت حدیث سے منع کیا۔ حضرت عبداللہؓ ہی کا بیان ہے کہ قریش کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں' بہت سی باتیں آپ غصہ کی حالت میں بھی فرماتے ہیں۔ اس لئے احادیث نہ لکھا کرو۔ میں نے حضورؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا' تم لکھ لیا کرو۔ پھر دھان مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا:

والذی نفسی بیده مایخرج منه الا الحق. (رواہ احمد و ابوداؤد' والدارمی)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

الصحیفہ الصادقہ

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کتابت حدیث کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور لکھتے لکھتے ان کے پاس احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ حدیث کی اس کتاب کے متعلق حضرت عبداللہ فرمایا کرتے تھے:

فاما الصادقة فصحيفة كتبتها من رسول صلى الله عليه وسلم.

صادقہ وہ کتاب ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست میں نے حدیثیں سن کر لکھی ہیں۔ صادقہ سے حضرت عبداللہ کو بڑی محبت تھی اور اسے اپنی زندگی کا عزیز ترین سرمایہ سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے:

ما يرغبنى فى الحيوة الا الصادقة.

صحیفہ صادقہ کے سوا کوئی چیز نہیں جو مجھے زندہ رہنے کی آرزو دلائے۔ (دارمی ص ۶۷)

اب رہا یہ سوال کہ حدیث کی کتاب صادقہ کتنی ضخیم تھی اور اس میں کتنی حدیثیں درج تھیں اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حضرت ابوہریرہؓ جن سے احادیث کثرت سے مروی ہے اور جن کی روائتوں کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے۔ فرماتے ہیں:

ما من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم احد اكثر حديثا عنه منى الا ما كان من عبدالله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب. (فتح البارى جلد ١ صفحه ١٨٤)

صحابہ کرام میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ حدیثیں نہ تھیں۔ ہاں عبداللہ بن عمرو کے پاس مجھ سے حدیثیں زیادہ تھیں۔ اس لئے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت ابوہریرۃؓ نے احادیث کو ابھی قلم بند نہیں کیا تھا۔ بہر کیف حضرت ابوہریرۃؓ کا بیان بالکل واضح اور غیر مبہم ہے اور اس بیان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایات حضرت ابوہریرۃؓ کی روایات سے بھی زیادہ تھیں۔ اس بات کی توثیق حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے اس بیان سے اور زیادہ ہوتی ہے:

كنت اكتب كل شئى سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم . (مقدمه تحفة الاحوذى ص ١٨)

میں جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کرتا تھا لکھ لیا کرتا تھا۔

ان لکھی ہوئی حدیثوں کا ہی نام انہوں نے صادقہ رکھا تھا۔ حضرت ابوہریرۃ کے

واضح اور غیر مبہم قول سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ صادق میں پانچ ہزار تین سو چوہتر سے بھی زیادہ حدیثیں تھیں۔ جبکہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی غیر مکرر حدیثوں کی تعداد چار چار ہزار سے بھی زیادہ نہیں اور جس میں کافی حصہ ان حدیثوں کا جو دونوں کتابوں میں مشترک ہیں اور موطا امام مالک" جسے بعض حضرات بخاری اور مسلم شریف پر فوقیت دیتے ہیں اس کی مرویات کی تعداد سترہ سو بیس ہے۔ تو تنہا ایک صحابی کی کتاب صادقہ کی روایات ان کتابوں کی مرویات سے زیادہ تھیں۔ یہ نسخہ ان کے خاندان میں عرصے تک محفوظ رہا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی جمع کی ہوئی حدیث کی کئی کتابیں ان کے پوتے شعیب کے پاس تھیں۔

وجد شعیب کتب عبداللہ بن عمرو فکان یرویھا عن جدہ۔ (تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۵۳)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پوتے شعیب کے پاس حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی کتابیں تھیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے تھے۔

یہ کتابیں حضرت شعیب کے بعد ان کے لڑکے عمروؓ کے پاس تھیں اور ان سے روایت کرتے رہے۔

● قال ابوبکر بن حیثمة سمعت ھارون بن معروف یقول لم یسمع عمرو من ابیه شیئاً انما وجده فی کتاب ابیه. (تهذیب التهذیب جلد ۸ صفحه ۵۳)

یعنی عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص نے اپنے والد سے سنا نہیں بلکہ عمرو کے پاس اپنے والد کی کتاب تھی۔ جس میں یہ حدیثیں انہیں ملی تھیں۔

عہد نبویؐ میں حدیث کی کتابت تنہا عبداللہ بن عمروؓ ہی نہیں کرتے رہے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی جو حدیث کی کتابت کا کام سرانجام دیتی رہی، جیسا کہ ہم انشاء اللہ العزیز اگلے شمارے میں عرض کریں گے۔

اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو آخر میں مشہور محدث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کے ایک دو فقرے سن لیجئے۔

قد ظن بعض الجهلة فی هذه الزمان ان الاحادیث النبویة لم تکن مکتوبة فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا فی عهد الصحابة رضی الله عنهم فانما کتبت و جمعت فی عهد التابعین قلت ظن بعض الجهلة هذ افاسد مبنی علی عدم و قوفه علی حقیقة المحال. (مقدمه تحفة الاحوذی صفحه ۱۸)

اس دور کے بعض جاہلوں کا گماں ہے کہ احادیث نہ تو عہد نبوی میں لکھی گئیں نہ عہد صحابہ میں۔ بلکہ تابعین کے عہد میں اکٹھی کی گئیں۔ اسکے بعد حضرت مولانا فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ جاہلوں کا یہ گمان فاسد ہے اور حقیقت حال سے عدم واقفیت کی بنا پر وہ ایسا کہتے ہیں۔

ہو سکتا ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے گزارش احوال واقعی ہو لیکن مجھے تو معروضی انداز میں یہ کہنی ہے۔ میں "جھلہ" کا لفظ کہنے کی جسارت کیوں کرنے لگا۔

زناء سے اجتناب کا ایک واقعہ

حضرت عطاء بن ابی رباح نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک حسین و جمیل عورت ان کے گھر میں داخل ہوگئی۔ انہوں نے سمجھا کہ کسی ضرورت سے آئی ہے۔ نماز مختصر کر کے پوچھا کہ کچھ ضرورت ہے؟ اس نے کہا ہاں! پوچھا کیا تو اس نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یعنی آپ آیئے اور مجھ سے جماع کیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اور اپنے آپ کو بھی جہنم کی آگ میں مت جلا، یہ عورت پھسلاتی رہی اور آپ انکار کرتے رہے۔ اب حضرت عطاء رونے لگے اور اب یہ عورت بھی رونے لگی، پھر سلیمان بن یسار آئے وہ بھی ان دونوں کو روتے دیکھ کر رونے لگے، اتنے میں اور لوگ بھی آگئے، ان سب کو روتے دیکھ کر سب لوگ رونے میں شامل ہو گئے اور کوئی پوچھ رہا ہے کہ معاملہ کیا ہے؟ حتی "کثر البیکار و علی الصوت" اتنے میں وہ عورت نکل گئی اور قوم کے افراد بھی یکے بعد دیگرے چلے گئے۔ شیخ کی جلالت شان کی پیش نظر کسی نے رونے کا سبب نہیں پوچھا۔ بعد از مدت دراز قسم لے کر بتایا کہ اس کی خبر میری زندگی میں کسی کو نہ دینا۔ چنانچہ سلیمان بن یسار نے ان کی موت کے بعد اس کا ذکر کیا۔ (صفتہ الصفوۃ ۲ / ۴۵)

ان تمام واقعات و آثار و احادیث سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان زناکاری و فواحش سے سخت پرہیز و احتیاط کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو داغدار ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں۔